53

ایک دوسرے کے محسن بنو

(فرمودہ ۸ / اگست ۱۹۱۹ء)

حضور نے تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ پڑھ کر فرمایا:-

بہت سے جھگڑوں اور اختلافوں کی وجہ مَیں دیکھتا ہوں۔ شریعت کے احکام کی ناواقفی اور جہالت ہوتی ہے، بلکہ مسلمانوں کے تو تمام جھگڑے بلا استثناء اسی کے باعث ہوتے ہیں۔ اگر ان امور کو مدّنظر رکھا جائے۔ جن کی نگہداشت اور جن کو مدِنظر رکھنا شریعت نے ضروری قرار دیا ہے۔ تو مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہ رہے۔ تمام جھگڑے اور تنازعات جو مسلمانوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے دُور کرنے کے متعلق کلّی طور پر ایک ہی علاج نہیں بتایا جا سکتا۔ کیونکہ ہزاروں احکام ہیں، جن کو لوگ توڑتے ہیں، لیکن ایک بات ہے اگر اس کو مدّنظر رکھا جائے۔ تو بہت سے فساد مٹ سکتے ہیں۔ چونکہ جس قدر تنازعے ہوتے ہیں وہ سب کسی نہ کسی حکم کی خلاف ورزی کے باعث ہوتے ہیں۔ اس لیئے کسی ایک خاص حکم کی خلاف ورزی کو ان سب کی وجہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مگر ایک اصل ہے کہ اگر اس کو مدّنظر رکھا جائے تو تمام اختلافات ایک دَم میں طے ہو جائیں۔

وہ اصل کیا ہے۔ وہ یہ حکم ہے کہ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو محسن بنانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى (النحل: ۹۱) کہ اللہ تعالیٰ تمہیں عدل اور پھر احسان کا حکم دیتا ہے۔ پس احسان کرنا ایک حکم ہے۔ جو ہر ایک مسلم کو دیا گیا ہے۔

اگر ہر ایک مسلمان یہ سمجھ لے کہ مجھے محسن بننا ہے تو تمام جھگڑے بہت آسانی کے ساتھ طے ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ سب کے سب جھگڑے اور فساد اسی حکم کے نہ سمجھنے کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔

اکثر لوگ چونکہ اس حکم کو اپنے لیے بھلا دیتے اور نظر انداز کر دیتے ہیں اور خیال کر لیتے ہیں کہ یہ دوسروں کے متعلق ہے۔ خود ان کے متعلق نہیں۔ اس لیے جھگڑے ہوتے ہیں۔ اگر تمام کے تمام لوگ اس کو

یاد رکھیں تو مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ پھر کوئی جھگڑا ہو۔ پس شریعت نے تمام جھگڑوں کے مٹانے کا گُر بتا دیا۔ اور وہ یہ کہ تم محسن بننے کی کوشش کرتے رہو۔ اور احسان فراموش نہ بنو۔ احسان فراموش نہ بننے سے میری یہ مراد نہیں کہ کسی کے احسان کو بھلا نہ دو۔ بلکہ یہ ہے کہ احسان کرنا نہ بھول جاؤ۔ کیونکہ عموماً تنازعے اسی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً ایک شخص کہتا ہے۔ مَیں نے فلاں سے زیادہ چیز مانگی تھی، مگر اس نے میرا کچھ لحاظ نہ کیا۔ حالانکہ میں اس کا بھائی تھا۔ کیا ہوتا اگر وہ مجھ پر احسان کرنے کیلئے تھوڑی سی قربانی کر دیتا۔ حالانکہ یہ کہنے والے کو سوچنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے احسان کرنے کا جو حکم دیا ہے۔ اس کا بجالانا صرف دوسرے کے لیے ہی نہیں۔ بلکہ خود اس کے لیے بھی ہے۔ وہ خود کیوں اس پر عمل نہیں کرتا۔ اور کیوں بجائے زیادہ چیز مانگنے کے دینے والے پر احسان کرتا ہوا کم نہیں لے لیتا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ اس حکم پر عمل کرنا دوسرے کے لیے فرض سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو اس سے آزاد قرار دیتا ہے۔ اس سے تنازع پیدا ہو جاتا ہے پس ہمیشہ جب آپس میں اختلاف ہوتا ہے۔ تو اس کی وجہ تلاش کرنے سے یہی معلوم ہوتی ہے کہ ایکدوسرے کے متعلق کہتا ہے کہ اس نے یوں کیوں نہ کر دیا۔ ایک بیمار ہوتا ہے اور ڈاکٹر کے پاس آدھی رات کے وقت جاتا ہے۔ اگر ڈاکٹر اس وقت اسے نہ ملے تو وہ شکایت کرتا ہے کہ کیوں رات کے وقت ڈاکٹر نے اُسے دوائی نہ دی۔ اور اگر دوائی دے۔ تو کہتا ہے۔ مفت دوا نہیں دے دی۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ احسان کا حکم تو اس کو بھی تھا۔ اُس نے کیوں رات کو ڈاکٹر کو تکلیف دینے کی بجائے تھوڑی دیر صبر سے کام نہ لیا اور تکلیف کو برداشت کر کے صبح کا انتظار نہ کیا۔ پھر کیوں اس نے چار آنے کی بجائے آٹھ آنے نہیں دیدیئے۔ اگر ڈاکٹر کسی مجبوری کی وجہ سے رات کو مل نہ سکا۔ تو وہ تو مطعون ہو جاتے۔ اور یہ جس نے اپنے متعلق خدا کے حکم کو بے قدری سے دیکھا کیوں الزام کے نیچے نہ آئے۔ پھر ایک شخص تاجر کے پاس جاتا ہے اور اس سے کسی مال میں رعایت مانگتا ہے۔ اگر وہ نہ دے۔ تو کہتا ہے۔ دیکھو جی وہ میرا ہم مذہب تھا۔ اس نے مجھ سے بھی کچھ رعایت نہ کی۔ پھر قرض لیا ہو تو اس کے مطالبہ پر کہتا ہے۔ مَیں اس سے فلاں چیز اُدھار لایا تھا۔ اس کے دام ایک مہینہ تک تو اس نے نہیں مانگے، لیکن دوسرے مہینہ پیچھے ہی پڑ گیا۔ ہم کیا کھا جاتے، آخر دے ہی دیتے۔ یہ کیوں کہتا ہے۔ اس لیے کہ وہ چاہتا ہے کہ دوکاندار اس پر احسان کرتا۔ مگر وہ یہ بھول جاتا ہے کہ اس کو خود بھی تو احسان کا حکم تھا۔ اس نے کیوں نہیں دو مہینہ پہلے ہی تاجر کو روپے دے دیئے تھے کہ وہ اپنے کام میں صرف کر لیتا۔ اور جب اس کو ضرورت ہوتی اس سے مال خرید لیتا۔ اگر تم ایسا نہیں کرتے تو اگر دوکاندار سودا دے کر ایک ذرا بھی دام لینے میں خاموشی اختیار کرتا ہے۔ تو وہ تم پر احسان کرتا ہے۔ اور تمہارا محسن ہے۔ کیونکہ اگر وہ اسی وقت قیمت

مانگتا۔ جبکہ اس نے مال تمہارے حوالہ کیا۔ تو اس کا حق تھا۔ پس اگر ایک شخص قرض دے کر ایک دن دو دن یا ہفتہ خاموش رہتا ہے۔ اور پھر مطالبہ کرتا ہے تو اس نے کوئی بدسلوکی نہیں کی۔ بلکہ جس قدر وہ کرسکتا تھا۔ اس نے احسان کیا ہے۔ اور احسان کرنا اسی کا کام نہیں۔ بلکہ تمہارا بھی ہے۔ کہ جس طرح اس سے مال لے کر روپیہ بعد میں دینا چاہتے ہو۔ اسی طرح اسے بھی پیشگی روپیہ دیدیا کرو۔ پس اگر کوئی دوکاندار مال دے کر ایک مہینہ تک کچھ نہیں طلب کرتا تو اس نے احسان کا معاملہ کیا ہے مگر خریدنے والے نے اس کے ساتھ بھائیوں والا معاملہ نہیں کیا کہ جب اس سے مطالبہ کیا گیا۔ تو جھگڑنے لگ گیا۔ اگر یہ بھی بھائیوں والا معاملہ کرتا تو کوئی جھگڑا اور فساد نہ ہوتا اور یہ کوئی وجہ نہیں کہ ایک شخص اپنا حق طلب کرے تو دوسرا اس سے لڑنے بیٹھ جائے۔ دیکھو اگر ایک فقیر کچھ مانگے۔ اور کچھ دینے پر وہ زیادہ لینے کے لیے اصرار کرے۔ تو دینے والا کہتا ہے۔ بھئی تمہارا کچھ حق تو نہ تھا۔ جتنا مجھے دینا تھا۔ دیدیا۔ ایسے موقع پر تو یہ بات یاد آجاتی ہے کہ کسی حق کی بنا پر ہی رعایت کا مطالبہ ہوسکتا ہے، لیکن تاجر کے مطالبہ پر اور حق بجانب مطالبہ پر کہا جاتا ہے کہ اس نے مجھے اور زیادہ رعایت کیوں نہ دی۔ اور احسان نہ کیا۔ اس وقت یاد نہیں رہتا کہ میرا تاجر پر کیا حق ہے کہ رعایت اور احسان چاہتا ہوں۔

تو یہ عجیب لڑائی ہوتی ہے۔ قرآن نے اس قسم کی لڑائیوں سے بچنے کا یہ اصل بتا دیا ہے کہ تم محسن بنو۔ پس ایک شخص جو دوسرے سے اس لیے لڑنے بیٹھتا ہے کہ اس نے مجھ پر کیوں احسان نہیں کیا۔ وہ خود اُس پر احسان نہیں کرتا۔ وہ اس لیے ناراض ہوتا ہے کہ دوکاندار نے اس کو زیادہ چیز کیوں نہیں دی۔ ہم کہتے ہیں کہ اس نے دوکاندار سے کم کیوں نہ لے لی۔ کہا جاتا ہے۔ دیکھو جی فلاں دوکاندار کیسا کورا آدمی ہے کہ ایک روپیہ کی دال یا چاول لیے تھے۔ ایک دانہ زیادہ نہ ڈالا ہم کہتے ہیں لینے والے نے کچھ کم کیوں نہ لے لی۔ اگر سیر کا بھاؤ تھا تو پونا سیر کیوں نہ لے لیا۔ اسی طرح کپڑا خریدنے جاتے ہیں اور خواہش کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ دو انگشت زیادہ پھاڑنا۔ مگر یہ نہیں کہتے کہ گز سے کچھ کم کر دینا۔

غرض جتنے جھگڑوں کو مَیں نے دیکھا ہے چھ سال سے ذمہ واری کے طور پر اور اس سے پہلے ایک ساتھی اور بھائی کے طور پر ان میں ننانوے ۹۹ فی صدی جھگڑوں کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ فلاں نے ہم پر احسان کیوں نہ کیا اور ایک دوسرے سے احسان کا خواہاں ہوتا ہے خود محسن بننا نہیں چاہتا۔ پھر سب سے بڑی طوطا چشمی تو یہ ہے کہ شریعت کے حکم کا دوسرے سے مطالبہ کیا جائے اور

دوسرے سے چاہا جائے کہ وہ اس پر احسان کرے مگر خود اس پر احسان نہ کیا جائے۔ دراصل اپنے
لیے احسان کا مطالبہ کرنا یہ احسان نہیں بلکہ ڈاکہ ہے۔ کیونکہ اپنے نفس کے لیے خود مطالبہ کرنا احسان
نہیں ہوتا۔ ہاں تیسرا شخص کہہ سکتا ہے کہ احسان کرو، یہ نہیں کہ خود ایک انسان کہے کہ مجھ پر احسان
کرو۔ تو لینے والے کا حق نہیں کہ وہ احسان کا مطالبہ کرے، بلکہ مومن کے لیے تو یہ حکم ہے کہ وہ
دوسرے پر احسان کرے۔ دوسرے سے اپنے لیے احسان کا مطالبہ کرنا تو سوال ہے، اور مومن
کے لیے سوال کرنا ممنوع ہے۔ صحابہ کرام کی شان اسی قسم کے واقعات سے معلوم ہوتی ہے کہ
ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور اس نے آپؐ سے سوال کیا۔ آپ نے پورا کر دیا
پھر آیا اور سوال کیا پھر آپ نے پورا کر دیا۔ اسی طرح کئی دفعہ ہوا۔ آخر آپ نے فرمایا، کیا میں تمہیں
وہ چیز دوں۔ جو تمہیں دین و دُنیا میں غنی کر دے۔ اور وہ یہ ہے کہ آئندہ کے لیے سوال کرنا چھوڑ
دو۔ اس نے عرض کیا کہ حضور بس اب کبھی سوال نہیں کروں گا۔ ایک جنگ کے موقع پر یہی صحابی
گھوڑے پر سوار تھے کہ ان کے ہاتھ سے کوڑا گر گیا۔ ایک دوسرے شخص نے چاہا کہ اُٹھا کر پکڑا
دے۔ مگر انہوں نے اس کو قسم دی کہ نہ پکڑانا۔ کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر
اقرار کر چکا ہوں کہ کبھی سوال نہ کروں گا۔ چنانچہ وہ خود گھوڑے سے اُترے اور کوڑا اُٹھا کر پھر سوار
ہو گئے[۱] اگرچہ یہ سوال نہ تھا۔ مگر چونکہ اس میں بھی ایک صورت سوال پیدا ہو جاتی تھی۔ اس لیے اس
سے بھی اجتناب کیا۔ پس جو شخص معاملہ میں زیادہ چاہتا ہے وہ سوال کرتا ہے۔ عورتوں کو دیکھا جاتا
کہ کوئی عورت سودا لاتے تو خریدنے والیاں ضرور زیادہ مانگتی ہیں۔ اور کچھ نہ کچھ لے ہی لیتی ہیں
خواہ ایک گندل ہو یا ایک گاجر ہی ہو۔ اگر ایسا نہ کریں۔ تو گویا ان کا شوق پورا نہیں ہوتا۔ اسی طرح
اور معاملات میں ہوتا ہے۔ کپڑا لینے والا ایک گرہ زیادہ کا طالب ہو کر ممنونِ احسان بننا چاہتا ہے
لیکن کم لے کر محسن بننا نہیں چاہتا۔ پس کل اختلاف کی بنا یہی ہوتی ہے۔ ایسا شخص شریعت کی ہتک
کرتا ہے جو خود کہتا ہے کہ مجھ پر احسان کرو۔ حالانکہ یہ اس کا حق نہیں قاضی کا ہے کہ وہ کہے تم فلاں پر
احسان کرو۔ اسی طرح جھگڑوں کو طوالت ہوتی ہے۔ اگر ہر ایک فریق یہ کوشش کرے کہ وہ خود محسن
بنے۔ تو کوئی جھگڑا نہ ہو۔ اور پھر ایک تیسرا شخص دونوں کو احسان کا مشورہ دے۔ جو خود طالب
احسان ہوتا ہے وہ بُرا کرتا ہے۔ اگر اس طرح ہو کہ لوگ خود نہ کہیں بلکہ دوسرا کہے تو اول تو اختلاف

---

[۱] بخاری و مسلم بروایت مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ باب من لا تحل لہ المسألۃ و من تحل لہ

ہی نہ ہوں اور اگر ہوں تو منٹوں میں فیصلہ ہو جاتے۔

پس میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی۔ اللہ تعالیٰ احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔ تم محسن بنو۔ اور جب تم محسن بنوگے تو تمہارے جھگڑے دُور ہو جائینگے۔ اور اگر ہونگے۔ تو پھر تمہیں ججوں اور قاضیوں اور امیروں کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ خود ہی فیصلے ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اپنے فرائض کے سمجھنے کی توفیق دے۔ اور آپ میں ایسا اتفاق واتحاد پیدا کرے جس کی نظیر دُنیا کی اور قوموں میں تو کیا، اللہ تعالیٰ کی پہلی مقبول قوموں میں پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین؎

(الفضل ۲۳؍اگست ۱۹۱۹ء)